تفسیرِ قرآن اور جدید علوم

(قسط اول)

مولف: استاد رضا نیازمند

مترجم: حسین نواز

قرآن حکیم ایک ایسی دینی اور آسمانی کتاب ہے جو تمام علوم پر محیط ہے اور ہر خشک و تر کا علم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ صغیر و کبیر، خفی و جلی اور گزشتہ و آئندہ سب اس میں موجود ہے۔ یہ کتاب وحی کی صورت میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایسے زمانے میں نازل ہوئی جس میں جدید علوم کی کوئی خبر نہ تھی۔ البتہ اس کا اندازِ بیان اس قدر نرالا ہے کہ جو عصر نزول کے انسانوں کے لئے بھی قابل درک تھا اور عصر حاضر کے دانشمندوں کے لئے بھی قابل فہم ہے اور مستقبل کے محققین کے لئے بھی اس میں اسرارِ کائنات کے خزانے موجود ہیں۔

کتابٌ اَنزَلْناہُ اِلَیْکَ مُبارَکٌ لِّیَدَّبَّرُوٓا آیاتِہ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلبَاب

یہ کتاب جو آپ پر ہم نے نازل کی ہے مبارک ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں اور صاحبان عقل اس کے حقائق کا ذکر کریں۔(۱)

قرآن کریم آیات حکمت سے مالا مال ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

کِتَابٌ اُحکِمَت آیاتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیمٍ خَبِیرٍ

یہ قرآن وہ کتاب ہے کہ جس کی آیتیں حکیم و خبیر کی طرف سے خوب مستحکم کر کے تفصیل وار بیان کر دی گئی ہیں(۲)۔

زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم قرآن میں ہے:

لَا یَعزُبُ عنه مثقالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ و لا فی الارض ولَا اَصغَرُ مِنُ ذٰلِكَ وَ لَااَکبَرُ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِینٍ

زمین وآسمان کا کوئی ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے چھوٹی سے لیکر بڑی چیز تک ہر ایک کا علم اس واضح اور روشن کتاب میں محفوظ ہے(۳)

اس کتاب میں ہر چیز "علم ودانش" کی بنیاد پر بیان کی گئی ہے۔

وَلَقَدُ جِئنٰاھُم بِکِتٰابٍ فَصَّلنٰاہُ عَلٰی عِلمٍ ھُدًی وَّرَحمَۃً لقومٍ یُومِنُونَ

بے شک ہم نے ان کے پاس کتاب بھیج دی جسے علم کی بنیاد پر تفصیل وار بیان کر دیا ہے اسے نازل کرنے والا زمین وآسمان کے تمام اسرار سے آگاہ ہے یہ مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت ہے(۴)

قُلُ اَنزَلَہُ الَّذِی یَعلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الاَرضِ

کہہ دو کہ اسے اس نے نازل کیا ہے جو آسمان وزمین کے اسرار سے آگاہ ہے(۵)

لہذا قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں کو یقین کر لینا چاہیے کہ یہ کتاب وحی تمام علوم کا خزانہ ہے اور اس میں ہر چیز علم ودانش اور عقل وشعور کی بنیاد پر بیان کی گئی ہے۔

مفسرین حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ہچکچاہٹ اور تردد کے بغیر ان اسرار و رموز قرآن کی تشریح کریں۔ خداوند تعالیٰ خود اپنی کتاب کی حفاظت کرنے والا ہے۔

اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہُ لَحَافِظُونَ

ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں(۶)

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ قرآن حکیم کی آیات اور نصوص کو فزکس، کیمسٹری، علم ستارہ شناسی اور حیاتیاتی علوم جیسے مادی اور طبیعی علوم پر منطبق کرنا اور یہ خیال کرنا کہ اس سے قرآن کی عظمت میں اضافہ ہوگا اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں گے 'ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس ایسی تفسیر عوام کی گمراہی اور انحراف کا باعث بن سکتی ہے اور شعوری یا لاشعوری طور پر وہ شبہات کا شکار ہو سکتے ہیں۔

یہ نظریہ ایک لحاظ سے درست اور بجا ہے کیونکہ اگر ہم قرآن کریم کو ایک سائنسی کتاب کے درجے تک لے آئیں اور اس کی آیات کو علمی اور سائنسی کتابوں کے تناظر میں پرکھیں اور یہ خیال کریں کہ یہ عمل عظمتِ قرآن کو دوبالا کرے گا تو یہ غلط فہمی ہے۔

قرآن مجید کلام اللہ ہے اور اسے بشری نظریات اور افکار کی روشنی میں نہیں پرکھا جاسکتا۔

ایک دانشور لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین جدید سائنسی انکشافات میں اس قدر مجذوب ہو گئے ہیں کہ وہ رجعت

پسندی کے الزام سے بچنے کیلئے قرآنی آیات کی غلط تاویل اور تفسیر بیان کرتے ہیں اور قرآن پاک کے مطالب اور مفاہیم کو سائنسی نظریات کی روشنی میں جانچتے ہیں۔

یہ نقطہ نظر بھی درست ہے کیونکہ کلامِ خدا تمام سائنسی نظریات پر حاوی ہے۔

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ   غیب کی چابیاں اس کے پاس ہیں (۷)

قرآن کریم کی عظمت کا راز یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے لہذا اس قسم کی تفسیر سے قرآن مجید کی عظمت میں کوئی کمی وبیشی نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس اگر سائنسی نظریات اور مفروضے اپنی تائید قرآن پاک سے حاصل کرلیں تو ان کی عظمت میں اضافہ ہوگا۔

علامہ محمد حسین طباطبائی نے اپنی کتاب "قرآن در اسلام" میں مختلف تفاسیر کا ذکر کیا ہے مفسرین کی طبقہ بندی کرتے ہوئے چھٹے طبقے کے مفسرین کے بارے میں فرماتے ہیں: "ایسے مفسرین بھی ہیں کہ جو جدید علوم کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد منصئہ شہود پر آئے ہیں ہر علم کے متخصص نے اپنے مخصوص فن کی بناء پر تفسیر لکھی ہے۔" جو علم نحو کا عالم ہے اس نے علم نحو کی روشنی میں جیسے زجاج، واحدی اور ابو حیان ہیں جنہوں نے اعراب قرآن کے لحاظ سے بحث کی ہے۔ ایسے بھی مفسرین موجود ہیں جو علم معانی وبیان کا علم رکھتے ہیں انہوں نے اس علم کو سامنے رکھتے ہوئے تفسیر کی ہے مثلاً جار اللہ زمخشری نے فصاحت وبلاغت کے نقطہ نظر سے تفسیر کشاف لکھی ہے۔

علم کلام کے ماہرین نے علمِ کلام کی روشنی میں تفسیر کی ہے جیسے فخر رازی کی تفسیر کبیر ہے، ابنِ عربی اور عبد الرزاق کاشی جیسے عرفاء نے عرفانی اندازِ بیان اختیار کیا ہے۔ محدث ثعلبی نے حدیث واخبار کی روشنی میں تفسیر لکھی ہے۔ فقیہ قرطبی نے فقہی نقطہ نظر سے سید رضی نے ادبی تفسیر لکھی ہے۔ شیخ طوسی نے تفسیر تبیان میں کلامی انداز اختیار کیا ہے جبکہ صدر المتالہین ملا صدرا شیرازی نے فلسفی تفسیر لکھی ہے۔ بعض مفسرین نے ایک ہی تفسیر میں مختلف علوم کو جمع کردیا ہے۔ مثلاً شیخ طبرسی نے مجمع البیان میں لغت، نحو، قرات، کلام اور حدیث جیسے علوم کو یکجا کردیا ہے۔

لہذا اگر مذکورہ تمام علماء ایک خاص علم کو مد نظر رکھتے ہوئے تفسیر قرآن لکھ سکتے ہیں تو پھر ایک علمی اور سائنسی تفسیر کے لکھے جانے میں کوئی عقلی اور شرعی قباحت نہیں پائی جاتی۔ البتہ اس علمی تفسیر سے ہماری مراد شیخ طنطاوی جوہری کی تفسیر جواہر جیسی علمی وسائنسی تفسیر نہیں ہے کہ جس میں مفسر نے قرآن پاک کی جن آیات میں حیوانات، نباتات، نظام شمسی اور ستاروں کا غرض یہ کہ جہاں بھی طبیعت کا ذکر آیا ہے انہوں نے اس طبیعت اور علوم طبیعی کی تفسیر وتشریح بیان کی ہے بالفاظ دیگر انہوں نے عصر حاضر کی سائنسی کتب اور تفسیر قرآن میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

حالانکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید (جو ۱۴ صدیاں پہلے ایسے مخاطبین کے لئے نازل ہوا کہ جو دور جاہلیت میں

زندگی گزارتے تھے اور علوم سے بے بہرہ تھے) میں ایسے مطالب اور مفاہیم بھی ہیں کہ جو فقط جدید سائنسی ترقی کے بعد ہی قابل فہم اور قابل تفسیر ہیں۔ اور بعض موارد ابھی انسانی فہم وادراک سے دور ہیں کہ جن کا ادراک بشر کی مزید علمی و سائنسی پیشرفت پر منحصر ہے اور اس پیشرفت اور علمی انکشاف کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان اعجازِ قرآن کو فقط اس کی ظاہری فصاحت وبلاغت اور قوت بیان اور خطابی استدلال تک محدود نہیں کریں گے بلکہ مشاہدہ کریں گے کہ یہ مقدس آسمانی کتاب ایک زندہ معجزہ ہے کہ جو کائنات میں موجود تمام علوم کی پیش گوئی کرنے والی ہے۔

عصرِ حاضر میں زمانہ قدیم سے کہیں زیادہ تعداد میں قرآن کے محققین اس کی تفسیر میں مشغول چلے آرہے ہیں۔ بہت بڑے بڑے مسلمان علماء اور فقہاء نے سینکڑوں تفاسیر لکھی ہیں۔ مگر اب بھی قرآن پاک میں ایسی بہت ساری آیات ، کلمات اور مطالب و مفاہیم ہیں کہ جن کا معنی اور مفہوم بطور دقیق منظر عام پر نہیں آیا ہے۔ اگرچہ مفسرین نے اپنے اپنے انداز میں اس کے معانی اور مفاہیم بیان کئے ہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ اس قدیم دور میں بشر کی دانش اور علم نے اس قدر پیشرفت نہیں کی تھی کہ وہ ان کی مدد سے ان آیات اور کلمات کی تفسیر بیان کر سکتا اور شاید موجودہ دور میں جدید علوم ودانش کی بدولت ان مبہم اور ناگفتہ نکات کو روشن کیا جاسکتا ہے۔

ممکن ہے کہا جائے کہ قرآن پاک کی کوئی ایسی آیت نہیں ہے کہ جس کی تفسیر اور تشریح رسول خداؐ آپ کے اہل بیتؑ اور اصحابؓ نے بیان نہ فرمائی ہو۔ اور سائل کو مناسب جواب نہ دیا ہو۔ لہذا قرآن کی تمام آیات کی تفسیر واضح اور روشن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگ عصرِ حاضر کے علمی انکشافات سے آگاہ نہ تھے۔ لہذا وہ ان کے سوال کے جواب میں جو بیان فرماتے تھے وہ ان کی اطلاعات اور علمی حدود کو مد نظر رکھتے ہوئے فرماتے تھے۔

ایسی بہت ساری آیات اور روایات موجود ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ہی سوال کے مختلف جوابات بیان فرمائے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے بیانات میں تضاد پایا جاتا ہے بلکہ سوال کرنے والے کی سطح فکر اور معلومات کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔

مسلمان علماء اور فقہا نے بدعت اور سائنس ومذہب کے تناقض کے خوف کے پیش نظر اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آیات کی وہی تفسیر بیان کی ہے جو اسلاف نے گزشتہ ادوار میں بیان کردی تھی۔ لہذا بشر کی بتدریج علمی ارتقاء سے کوئی استفادہ نہیں کیا گیا۔

پانچویں صدی ہجری تک اسلاف یہ خیال کرتے تھے کہ جدید علوم اور سائنس بے دینی کا سبب بنتے ہیں۔ لہذا معارف دینی کے علاوہ تمام علوم کو "حكمة مشوبة بالكفر" یعنی "کفر آمیز حکمت" قرار دیتے تھے۔ اور ان علوم کے حامل افراد کو زندیق اور بے دین سمجھتے تھے۔

اس سلسلے میں مشہور مفکر اور عالم امام غزالی کے نظریات قابل توجہ ہیں۔ انہوں نے اواسط عمر میں جدید علوم کی تحصیل سے منع کیا تھا اور فقط علم ریاضی کے حصول کو جائز قرار دیا تھا مگر آخر عمر میں ریاضی کو بھی ناجائز قرار دے دیا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ جو شخص علم ریاضی میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس میں موجود باریک علمی نکات اور استدلال و براہین کے آگے دنگ رہ جاتا ہے اور پھر فلاسفہ (جو کہ علم ریاضی بھی جانتے تھے) کے بارے میں اچھا نظریہ قائم کر لیتا ہے اور یہ باور کر لیتا ہے کہ ان کے تمام علوم دلیل و برہان اور استدلال کے لحاظ سے علم ریاضی کی مانند محکم اور پائیدار ہیں۔ اسی طرح انسان شرعی امور میں ان کی لاپرواہی اور بے دینی سے بے خبر ہو کر ان کی تقلید کرنا شروع کر دیتا ہے۔ انسان خیال کرتا ہے کہ اگر دین کوئی حقیقت رکھتا ہوتا تو پھر ان باریک بین افراد کی نظروں سے اوجھل نہ رہتا۔ یہ بہت بڑا خطرہ ہے کہ جس سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ علم ریاضی میں مطالعہ و تحقیق نہ کی جائے۔ (۹)

مسلمانوں کے لئے یہ بہت بڑا افتخار ہے کہ پہلی وحی الٰہی کا آغاز "اقراء" یعنی "پڑھو" سے ہوا پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا:

اَلَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَم

جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی، انسان کو وہ سکھایا جس سے وہ بے خبر تھا (۱۰)

اسی طرح سورہ قلم میں فرمایا:

وَالْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْن   قسم ہے قلم کی اور جو وہ لکھتے ہیں

یہاں قلم اور تحریر کی قسم کھائی جا رہی ہے لیکن بعض مسلمانوں نے فرمانِ الٰہی کی اطاعت کرنے، تعلیم و تعلم کو فروغ دینے اور جدید علوم کی تحصیل اور اسرار کائنات میں مطالعہ کرنے کی بجائے "بے دینی" کے خوف سے علم و قلم سے منہ پھیر لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ہر میدان میں پیچھے رہ گئے اور غیر مسلموں نے علوم و فنون میں ترقی کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم سر تاپا ان کے محتاج ہیں المختصر آج ہمارا تعلیم یافتہ مسلمان نوجوان جونہی علمی و سائنسی دنیا میں داخل ہوتا ہے تو وہ سائنسی اور علمی ایجادات اور انکشافات کے سیلاب کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ ایٹم سے لیکر کہکشانوں تک تمام حیرت انگیز انکشافات انہیں مرعوب کر لیتے ہیں۔ اب ان حالات میں اگر بے دینی اور کفر کا بُت ان کے آگے ناچتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود کو غیر مسلم دانشوروں کے مقابلے میں فاقد علم و دانش پاتے ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ سائنس اور جدید علوم کی تحصیل اس بات کا باعث بنی ہو۔ لہذا نہ تو یہ ممکن ہے اور نہ ہی اسلامی معاشرے کے حق میں ہے کہ جدید علوم کی تحصیل سے منع کیا جائے یا کوئی رکاوٹ پیدا کی جائے بلکہ اس تنزل اور عقب ماندگی کا علاج جدید علوم کا حصول ہے۔ البتہ ان علوم کے متوقع بُرے اثرات (SIDE EFFECT) سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے کہ جو صرف ۱۴۰۰ سال پہلے کے انسانوں

کی سطح فکری اور سطحی علمی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ جدید علوم کی ایجادات وانکشافات اور مستقبل میں ہونے والے انکشافات کا علم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں ضروری ہے کہ ایک محتاط نظریہ پیش کیا جائے جسے ابھی یقین کی عینک سے نہ دیکھا جائے۔ اس کی بنیاد مندرجہ ذیل امور پر استوار ہے۔

۱۔ قرآن مجید گزشتہ ' حال اور آئندہ کے تمام علوم کا خزانہ ہے۔

۲۔ زمانہ نزول قرآن سے لیکر ۱۹ ویں صدی تک انسان کی علمی سطح محدود تھی۔ لہٰذا بعض مطالب اور مفاہیم کی تفسیر قدیم دانش کی بنیاد پر ممکن نہ تھی۔

۳۔ آخری صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے جس کے نتیجے میں قرآن مجید کے وہ بعض مطالب اور آیات جو مکمل طور پر واضح اور روشن نہیں تھیں جدید علوم کی مدد سے ان کی تفسیر ممکن ہو گئی ہے۔

۴۔ اب بھی قرآن کریم کے بعض مطالب روشن نہیں ہیں جن کی علمی تفسیر کیلئے مزید سائنسی ترقی اور علوم کی پیشرفت کا انتظار کرنا چاہیے۔

اس مقالے میں چند مثالیں قرآن پاک کی ان آیات سے پیش کی جارہی ہیں جن کی میرے خیال میں ابھی واضح اور مکمل تفسیر بیان نہیں کی گئی ہے اور جدید علوم ان کی تفسیر کرنے پر قادر ہیں۔ ضروری ہے کہ محترم مفسرین و محققین قرآن اور جدید علوم کے ماہرین مل بیٹھ کر اس موضوع پر بحث و تمحیص کریں۔ اور پھر کسی نتیجہ پر پہنچ کر اس عظیم خدمت کو انجام دیں انشاء اللہ امید ہے کہ قرآنی تحقیقات میں نئی راہیں نکلیں گی اور تفسیری کتب میں بھی اس عظیم امر کی طرف توجہ دی جائے گی اور اگر ہو سکے تو اس نقطہ نظر سے ایک مستقل تفسیر ضبط تحریر میں آنی چاہیے۔

قبل اس کے کہ غیر مسلم محققین اور ادارے اس عظیم کام میں پیش قدم ہوں مسلمان علماء اور مفکرین کو اس میدان میں قدم آگے بڑھانا چاہیے۔

اس مقالے کے علمی موضوعات نظری فزکس (Theoretical Physics) سے مخصوص ہیں جو جہانِ ہستی کی پیدائش اور کہکشانوں کی حرکت سے لے کر ایٹم کے اندرونی ذرات (الیکٹران ' پروٹران ' نیوٹران) تک تمام پر محیط ہے۔ اور جو اس '' جہانِ چند بُعدی '' میں '' زمان کے نسبی ہونے '' اور '' کوانٹم مکانیک '' مکینیکل پیمائش ایسے مفروضوں کی تشریح اور توضیح بیان کرتی ہے۔ یہ کوئی سادہ اور معمولی کام نہیں ہے اور کسی محکم اور یقینی عملی بنیاد کے بغیر اسے قرآن مجید کی آیات پر ' جو کہ دراصل دوسرے عظیم مقاصد کے لئے نازل کی گئی ہیں ' منطبق نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اس راستے پر قدم رکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ علم و ایمان کی نعمت سے مالا مال ہوں اور احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں تاکہ ایک علمی مسئلہ خرافات کا شکار ہو کر ایک خیالی اور تصوراتی دنیا میں نہ بدل جائے وگرنہ بہت سارے افراد خواہ مخواہ غلط فہمی اور

گمراہی کا شکار ہو جائیں گے....

اس مقالے میں درج ذیل عناوین کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

۱۔ ہر چیز جفت پیدا کی گئی ہے۔ ۲۔ کائنات کی پیدائش۔
۳۔ لاشئی (عدم) سے کائنات کی پیدائش (اضداد کا جمع ہونا)
۴۔ کائنات دھوئیں کی شکل میں تھی۔ ۵۔ کائنات کی پیدائش چھ دنوں میں
۶۔ سات آسمانوں کی پیدائش ۷۔ فطری قوانین
۸۔ اجرام فلکی کی دائروی حرکت ۹۔ توسیعِ کائنات
۱۰۔ کرہ زمین اور اجرامِ فلکی کا بتدریج چھوٹا ہونا ۱۱۔ انسان کی پیدائش
۱۲۔ مختلف انواع کے انسان ۱۳۔ دوسری مخلوقات
۱۴۔ آخری زمانہ ۱۵۔ نسبیتِ زمان کا نظریہ (۱۱)

۱۔ ہر چیز جفت پیدا کی گئی ہے

علم فزکس کا سب سے بڑا نظریہ جو کہ آخری صدی میں پیش کیا گیا ہے اور جو انسان کی آئندہ زندگی میں ایک عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ ضد مادہ (Anti Matter) کا نظریہ ہے اس موضوع کو مقالے کے شروع میں اس لئے قرار دیا ہے کیونکہ یہ تازہ ترین اور اہم ترین انسانی انکشاف ہے۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں ریڈیو نے خبر دی کہ سویڈن کے سائنسدانوں نے ضد مادہ (Anti Matter) کشف کر لیا ہے۔ یہ انکشاف سیارہ مریخ پر خلائی جہاز اتارنے اور لیبارٹریز میں جنین بنانے سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن حکیم کا اس سے کیا ربط ہے۔ قرآن مجید کی سورت یٰسین میں ارشاد رب العالمین ہے:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِھِم وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا جو زمین سے اگتی ہیں اور خود تمہارے نفوس اور جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔ (۱۲)

اسی طرح فرماتا ہے:

وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡئٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ

ہم نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا پیدا کیا تاکہ تم متذکر بنو (۱۳)

ابتدا میں انسان اپنے اور دیگر جانداروں کے جفت ہونے یعنی نر اور مادہ سے تشکیل پانے کی طرف متوجہ تھا۔ بعد میں نباتات کی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد متوجہ ہوا کہ نباتات بھی نر اور مادہ سے تشکیل پاتے ہیں۔ قرآن پاک نباتات کی

وضع حمل کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَ اَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ   ہم نے ہوائیں بھیجیں تا کہ وہ باردار کریں (۱۴)

لیکن جمادات کے بارے میں دانشمند کچھ نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ نیوکلیئر فزکس وجود میں آئی۔ نیوکلیئر فزکس کے نظریہ کے تحت یہ کائنات مادہ سے وجود میں آئی۔ اور مادہ بہت سارے عناصر (تقریباً **1.3** اقسام کے عناصر جو ابھی تک دریافت ہوئے ہیں) سے مل کر بنتا ہے۔

یہ عناصر ایٹم سے تشکیل پاتے ہیں اور ایٹم کے اندرونی اصلی عناصر الیکٹران (منفی الیکٹرک بار کا حال) پروٹران (مثبت الیکٹرک بار کا حال) نیوٹران (الیکٹرک بار کے بغیر) ہیں۔

لہذا جمادات کے جفت ہونے کے بارے میں جو چیز قابل توجہ ہے' وہ دنیا میں موجود اشیاء اور تمام عناصر کے ایٹم کے اندرونی دو اصلی اور فعال اجزاء کا جفت ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک مثبت الیکٹرک بار اور دوسرا منفی الیکٹرک بار کا حامل ہے۔

موجودہ صدی میں فزکس کی دنیا میں "نسبیتِ زمان" اور "کوانٹم مکانیک" (ایٹمی فزکس سے مربوط) جیسے دو جدید نظریات کے پیش کئے جانے کے بعد' فزکس اور ریاضی کے دانشوروں کے اندازِ فکر میں ایک عظیم تبدیلی رونما ہوئی ہے۔

آج کل دانشور حضرات انہی دو نظریات کی روشنی میں کائنات (**Universe**) کی تشریح بیان کرتے ہیں۔ عملی تجربات سے بھی یہ معلوم ہوا ہے کہ ایٹم کے اندرونی عناصر کا ہر ایک عنصر خود بھی مزید چھوٹے عناصر سے مل کر تشکیل پاتا ہے۔ اگرچہ ایٹم اور اس کے عناصر بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں اور طاقت کے ساتھ ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں چنانچہ اگر ایٹم کو توڑا جائے تو یہ عظیم توانائیاں آزاد ہو جائیں گی اور ان سے غیر معمولی انرجی خارج ہو گی کہ جس کی ایک عملی مثال ایٹم بم ہے کہ جو ایٹم کو توڑ کر اس کی ایٹمی طاقت سے بنتا ہے۔

۱۹۲۸ء میں ایک سائنسدان پاؤل ڈائیراک (**Paul Dirac**) نے ایک نظریہ پیش کیا اس نے کہا کہ الیکٹران جو ایٹم کے اندر ہوتا ہے اس کا بھی ایک جفت ہونا چاہیے۔

۱۹۳۲ء میں یہ نظریہ سچ ثابت ہوا اور تحقیقات سے پتہ چلا کہ الیکٹران (جو منفی الیکٹرک بار کا حامل ہے) کا ایک جفت ہوتا ہے کہ جسے ضد الیکٹران (**Anti Electron**) یا (**Positron**) (مثبت الیکٹرک بار کا حامل الیکٹران) کا نام دیا گیا ہے۔

مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ نہ فقط ایٹم کا اندرون اضداد اور جفت سے تشکیل پایا ہے بلکہ ہر ضد کی ایک "ضد اور جفت" ہے۔ مادہ کے لئے ضد مادہ ہے' الیکٹران کیلئے ضد الیکٹران' نیوٹران کے لئے ضد نیوٹران اور پروٹران کے لئے ضد پروٹران ہے۔

جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ   اس میں دو جفت پیدا کئے (۱۵)

اشیاء کا یہ جفت ہونا کہ جسے علمی زبان میں (Pairs of Particle / Anti Particle) کہتے ہیں زمین وآسمان غرض یہ کہ کائنات کی ہر شئے کو شامل ہے۔ لیکن پہلے کبھی بھی یہ پیشگوئی نہیں کی جاسکتی تھی کہ انسان عملی طور پر اس "ازواج" یعنی زوج زوج ہونے کو دریافت کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ اب ضد مادہ (Anti Matter) کا نظریہ فزکس کے اصول و قوانین کا حصہ بن گیا ہے۔ قرآن حکیم کی درج ذیل دو آیات۔

خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض و من انفسھم و مما لا یعلمون

ہر چیز کو زوج زوج پیدا کیا جو کچھ زمین سے اگتا ہے اور خود تمہارے نفوس اور جو کچھ تم نہیں جانتے (۱٦)

میں مما لا یعلمون 'جو تم نہیں جانتے اور اسی طرح آیہ

جعل فیھا زوجین اثنین ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

اور اس میں زوج زوج قرار دیئے بے شک اس میں فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ (۱۷)

میں شاید یہی ازواج پنہاں ہے (اس آیت کا سورہ رعد میں واقع ہونا بذاتِ خود قابل دقت اور دلچسپ ہے)

یہ نکتہ قابلِ ذکر ہے کہ آغاز خلقت سے ہی مادہ کا ہر جز اپنی ضد کے ساتھ پیدا ہوا ہے اور اگر یہ اضداد ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہو جائیں (مثلاً الیکٹران 'انٹی الیکٹران کے ساتھ 'پروٹران انٹی پروٹران کے ساتھ) تو یہ ایک لمحے میں ایک دوسرے میں مدغم ہو جائیں گے اور ان سے بہت زیادہ حرارت خارج ہو گی پھر یہ دونوں پگل کر نابود ہو جائیں گے اور نتیجہ لاشئے (صفر) ہو گا (مثلاً 5+ اور 5- کے ادغام کا نتیجہ "صفر" ہو گا) آج کل دانشور کہتے ہیں کہ "ہماری ساری کائنات" بھی جفت ہے اور ہماری اس جفت کائنات میں (Naine Blanche) نام کے ستارے موجود ہیں کہ جن میں مادہ بصورت ضد مادہ ہے یا کہتے ہیں کہ ممکن ہے اس ساری کائنات میں ہماری دنیا کے مقابلے میں ضد دنیا ہو جس میں ایسے انسان پیدا ہوئے ہوں کہ جن کا جسم ایسے عناصر سے تشکیل پایا ہو کہ جو ایٹم کے عناصر کی ضد ہوں۔

یہ نظریہ قرآنی آیات کے لحاظ سے سوال انگیز ہے کیونکہ پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا جنوں یا شیاطین کی دنیا وہی دنیا "ضد انسان" تو نہیں ہے؟ کیا ضد انسان وہی شیاطین ہیں جو ہر پہلو سے ضد انسان ہیں؟ البتہ یہ سب نئی اور بعید از ذہن خیالات ہیں لیکن چونکہ قرآن مجید میں اس نوعیت کے مطالب بیان ہوئے ہیں لہذا ان مطالب میں غور و فکر کرنے سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

۲۔ کائنات کی پیدائش

کائنات کی پیدائش کے بارے میں دو اہم سوالوں نے سائنسدانوں کے افکار کو اپنی طرف متوجہ کئے رکھا ہے۔

۱۔ کائنات کس چیز سے بنی ہے؟ ۲۔ کائنات کیسے بنی ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

اِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَیۡئٍ اِذَآ اَرَدۡنٰہُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ

ہم جب کسی چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ کرتے ہیں تو بس اتنا کہتے ہیں کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے (۱۸)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کائنات کی پیدائش سے پہلے دنیا میں کچھ بھی نہ تھا کہ جس سے خداوند تعالیٰ کائنات کو پیدا کرتا۔ جبکہ انسان کی پیدائش کے بارے میں فرماتا ہے کہ ہم نے اسے مٹی اور پانی سے پیدا کیا۔

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ

وہ ذات آسمانوں اور زمین کی موجد ہے اور جب وہ کسی امر کو انجام دینے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے (۱۹)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو لاشئی (عدم) سے پیدا کیا۔ اس نے فقط ارادہ کیا کہ کائنات بن جائے اور وہ بن گئی۔

اَرَدۡنٰہُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ

کائنات کے عدم سے وجود کی طرف پہلے قدم کے بارے میں بیسویں صدی میں ابھی یہی نظریہ قابل قبول ہے کہ جو قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں آیا ہے۔ اسی سے ملتا جلتا نظریہ کتاب تورات میں بھی موجود ہے۔

لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ کائنات لاشئی (عدم) سے وجود میں آئے ؟

وَیَوۡمَ یَقُوۡلُ کُنۡ فَیَکُوۡنُ قَوۡلُہُ الۡحَقّ

اور اس دن وہ کہے گا "ہو جا" تو (جس بات کا ارادہ کیا ہے) وہ ہو جائے گی اس کا قول حق ہے (۲۰)

۳۔ لاشی (عدم) سے کائنات کی پیدائش (اضداد کا جمع ہونا)

شاید مادہ اور ضد مادہ کا نظریہ لاشئی سے تخلیقِ کائنات کے فہم و ادراک کے لئے چراغِ راہ ثابت ہو۔ آج کل فزکس کے جدید ترین نظریات کو پہلے ریاضی کے اصولوں اور قواعد کی مدد سے حل کر کے ثابت کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد عملی تجربات ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ لہٰذا سادہ ترین طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس مسئلہ کو ریاضی کے اصولوں کی روشنی میں حل کیا جائے تاکہ اس کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

ہم جانتے ہیں کہ مقولہ اعداد میں عدد صفر لاشئی یعنی "عدم" ہے لیکن اگر اس لاشئی کا تجزیہ کیا جائے تو دو عدد یا مساوی کمیت اور ایک دوسرے کی مخالف اور ضد علامت (اعدادِ اضداد کی ازواج) دریافت ہوں گی۔ مثلاً صفر کا تجزیہ کرنے سے عدد 8 ایک مثبت علامت کے ساتھ اور دوسرا منفی علامت کے ساتھ وجود میں آتا ہے اور عالمِ وجود میں ان میں سے ہر ایک کی جداگانہ حیثیت ہوتی ہے۔ جب بھی ان دو زوج اضداد کو جمع کریں گے تو نتیجہ پھر وہی صفر (لاشئی) نکلے گا۔ [(+8)+(-8)=0]

مادی دنیا میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔

خالق جہان نے کائنات کو صفر یعنی عدم سے پیدا کیا اور پھر اس "صفر" کا مادہ اور ضد مادہ میں تجزیہ کر کے مادہ کو ہماری اس موجود دنیا کی تشکیل کے لئے سنگِ بنیاد قرار دیا۔

وَمِنۡ كُلِّ شَيۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ

اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کیا تاکہ تم غور کرو اور سمجھو۔(۲۱)

۴۔ کائنات دھوئیں کی شکل میں تھی

موجودہ صدی میں فزکس کے دانشمندوں کا آخری نظریہ یہ ہے کہ کائنات (تقریباً ۱۰ تا ۲۰ ارب سال پہلے) ایک عظیم دھماکے (BIG BANG) اور غیر معمولی حرارت کے ساتھ معرضِ وجود میں آئی اور اس سے مادہ اور ضد مادہ پیدا ہوئے اور پھر اسی لمحے اس نے گردش کرنا شروع کر دی فرض یہ کیا گیا ہے کہ پہلا عنصر جو تخلیق کیا گیا ہے وہ بھاری ہائیڈروجن (DEUTRIUM) ہے جو گیس کی صورت میں ہوتا ہے اس کے پگھلنے اور تراکم سے (جسے علم فزکس میں FUSION کہتے ہیں) کائنات کو تشکیل دینے والے دوسرے عناصر (لوہا اور لوہے کی طرح کے دیگر عناصر جن کی تقریباً ۱۰۳ اقسام ہیں) پیدا ہوئے۔ پھر ان عناصر سے مختلف ستارے اور سیارے بنے زمین بھی انہی میں سے ایک ہے۔ آسمان اور زمین آغاز میں گیس (دھوئیں) کی شکل میں تھی۔ سورہ سجدہ کی اس آیت میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے :

ثُمَّ اسۡتَوٰىٓ اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا (۲۲)

آسمان و زمین کے پیوستہ اور ایک ہونے اور پھر حکم خداوندی سے جدا ہونے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے

اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا

کیا کافر نہیں کرتے کہ آسمان اور زمین دونوں باہم پیوستہ تھے پس ہم نے دونوں کو جدا جدا کر دیا۔(۲۳)

یوں یہ عظیم دھماکہ ابتدا میں دائروی حرکت کا باعث بنا اور مختلف عناصر کی گیسوں کے غول پیکر تودے بہت عظیم غول پیکر دھوئیں کی شکل میں حرکت میں آگئے پھر آہستہ آہستہ اس عظیم دھماکے (BIG BANG) سے حاصل شدہ حرارت کم ہوتی گئی۔ وہ عناصر جو گیس کی شکل میں تھے بتدریج سرد ہو کر جامد ہوتے گئے اور ایک دوسرے سے متصل ہو کر اجرام فلکی اور سیارے وغیرہ کی شکل اختیار کر گئے اور قرآن مجید کی زبان میں آسمان اور زمین بن گئے۔

۵۔ کائنات کی پیدائش چھ دنوں میں

قرآن پاک کی تقریباً دس آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا (۲۴)

ان آیات کی چھ دنوں میں تخلیق کا ذکر آیا ہے۔ تورات میں بھی لکھا ہے کہ کائنات چھ روز میں خلق کی گئی۔

ہماری کائنات کو پیدا ہوئے کئی ارب سال گزر چکے ہیں اور فقط پانچ ہزار سال ہوئے کہ انسان ابتدائی علوم کسب کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔ اور یہ تمام پیشرفت ترقی اور ٹیکنالوجی فقط پچھلے تین سو سالوں کی پیداوار ہے۔

لہذا انسان کا علم کائنات کے علم کے مقابلے میں بہت ہی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس بناء پر قرآن کریم اور تورات میں زمین وآسمان کی پیدائش کے حوالے سے جن چھ دنوں کا ذکر آیا ہے اس کا مقصود اور مفہوم موجودہ انسان کے لئے مکمل طور پر واضح نہیں ہے۔ لیکن قوی احتمال کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ ان چھ دنوں سے مراد شمسی چھ دن نہیں ہیں جو کہ ہمارے ہاں مروّج ہے۔ کیونکہ کائنات میں ایک دن مختلف ستاروں اور سیاروں کے حوالے سے مختلف ہے۔ حتی کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِنَّ یَوْماً عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْف سَنَة مِمَّا تَعُدُّوْن

اور تمہارے رب کے نزدیک ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے (۲۵)

پس ممکن ہے اس عظیم دھماکے کا دورانیہ مثلاً ۴۰۰۰ سال ہو یا یہ کہ چھ دنوں سے مراد "چھ مرحلے اور دور" ہو۔

یہاں پر چار مطالب قابلِ ذکر ہیں

اوّل ساری کائنات کی پیدائش دنوں میں (زمین اور تمام ستارے، سیارے)

دوم آسمانوں (شاید زمین سے نظر آنے والے ستارے) کی پیدائش دو دنوں میں

سوم زمین کی پیدائش دو دنوں میں

چہارم ترتیب قوا اور ارزاق اہل زمین چار دنوں میں

فزکس کے ماہرین نے کائنات کی پیدائش، عظیم دھماکے کے آغاز سے لیکر اجرام فلکی کی تشکیل تک، کو مختلف مراحل میں تقسیم کیا ہے جو انہی "چھ دنوں" یا "چھ مرحلوں" سے مشابہ ہے۔ اسٹیفن ہاؤکنگ (Stephen Hawking) کی کتاب "مختصر تاریخ زمان" (A Brief History of Time) میں ان مراحل کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

پہلا مرحلہ: یہ عظیم دھماکے (Big Bang) کا مرحلہ ہے۔ اس وقت کائنات کا اندازہ صفر تھا اور حرارت لا متناہی تھی۔ لاشی (ناچیز) سے کائنات کی پیدائش کے بارے میں پہلے بیان کر دیا گیا ہے عظیم حرارت سے مراد شاید خالق کائنات کی قدرت لایزال ہے جس نے "کن فیکون" کا امر صادر فرمایا:

دوسرا مرحلہ : یہ مرحلہ عظیم دھماکے کے ایک سیکنڈ بعد شروع ہوتا ہے اور تقریباً سو سیکنڈ تک جاری رہتا ہے حرارت ۱۰۰۰۰ ملین درجہ کم ہوئی (سورج کے مرکز کی حرارت کا دس گنا یا ایک ہائیڈروجن بم کے دھماکے کے وقت اس کے مرکز میں ایجاد ہونے والی حرارت کے برابر) اسی دوران پروٹران' الیکٹران اور نیوٹران تشکیل پائے۔

الیکٹران اپنی جفت انٹی الیکٹران کے ساتھ پیدا ہوئے اور نیوٹران انٹی نیوٹران کے ساتھ فضا میں پھیل گئے لیکن کم قدرت اور طاقت کی وجہ سے ایک دوسرے میں ادغام نہ ہوئے لہذا بقا پاگئے اور آج تک باقی ہیں۔

تیسرا مرحلہ : یہ مرحلہ عظیم دھماکے کے ۱۰۰ سیکنڈ بعد شروع ہوتا ہے اور چند گھنٹے تک جاری رہتا ہے اس مرحلے میں حرارت ایک ہزار ملین درجہ حرارت تک آجاتی ہے۔ اس حرارت میں نیوٹران ایٹم کے مرکز میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور پہلے ایٹمی عنصر (بھاری ہائیڈروجن Denterium) کو جو ایک پروٹان اور ایک نیوٹران پر مشتمل ہے وجود میں لاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد بھاری ہائیڈروجن کے ساتھ پروٹران اور نیوٹران کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ پھر بتدریج ایک نیا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔

چوتھا مرحلہ : یہ مرحلہ عظیم دھماکے کے چند گھنٹے بعد شروع ہوا اور چند ملین سال اس نے طول پکڑا۔ اس دوران کائنات مزید پھیلتی گئی اور درجہ حرارت کم سے کم ہوتا گیا۔ اس مرحلے میں پروٹران نیوٹران اور الیکٹران جو کہ فضا میں موجود تھے ایک دوسرے میں جذب ہوگئے اور کائنات کو تشکیل دینے والے باقی مختلف عناصر وجود میں آئے

پانچواں مرحلہ : یہ مرحلہ چند ملین سال جاری رہا اس مرحلے پر عناصر اکٹھے ہو کر ایک انبار کی شکل اختیار کر گئے اور ستارے 'کہکشائیں وجود میں آئیں اس دوران ستارے سرد ہونا شروع ہو گئے ان سرد ہونے والے ستاروں میں سے ایک کرہ زمین ہے۔ سرد ہونے کی وجہ سے زندہ موجودات کی پیدائش کے لئے ماحول آمادہ ہو گیا۔

چھٹا مرحلہ : یہ وہ مرحلہ ہے جو زمان حال تک پھیلا ہوا ہے اور یہ سلسلہ مزید جاری ہے اس مرحلے کی نمایاں خصوصیت خوردبین سے نظر آنے والے مالیکیول کی پیدائش ہے کہ جو کچھ مدت کے بعد تولید مثل کے قابل ہو جاتے ہیں اور اس سے ایک خلیہ والے حیوانات پھر ایک خلیہ والے حیوانات سے زیادہ خلیہ والے حیوانات اور پھر پانی والی مخلوقات' نباتات' خشکی کے حیوانات اور بالآخر انسان وجود میں آتا ہے قرآن مجید کی سورہ فصلت میں ہے کہ آسمان کی تنظیم دو دنوں میں انجام پائی :

فَقَضٰیھُنَّ سَبعَ سَمٰوٰاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَھَا

پس اس دھوئیں سے دو دنوں میں سات آسمان بنائے اور پھر آسمان میں اس کے امر کی وحی کر دی (۲۶)

اسی سورہ فصلت کی دوسری آیت میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ زمین بھی دو دنوں میں خلق کی گئی :

قُلْ اَئِنَّكُم لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ

اے رسول کہہ دو کہ کیا تم اس ذات حق کا انکار کرتے ہو کہ جس نے دو دنوں میں زمین کو پیدا کیا۔

کہ یہ دو نوں مذکورہ چھ مراحل کے مطابق ہے۔

ماہرین زمین شناس (Jeologist) بھی کرہ ارض کی تشکیل (روز خلقت سے لیکر آج تک) کو چھ مراحل میں بیان کرتے ہیں۔ پس اگر مقصد کرہ ارض کی تخلیق ہو تو یہ عصر حاضر کے دانشمندوں کی تقسیم بندی کے مطابق ہے۔ پہلے مرحلے کو Azoique کہتے ہیں کہ جو فضا' ہوا' دریا اور خشکی کی تشکیل کا زمانہ ہے اور ابھی کوئی جاندار پیدا نہیں ہوا تھا۔

دوسرا مرحلہ Archeozoique کہلاتا ہے کہ جب زندگی کی پہلی کرن نمودار ہوئی۔

تیسرا مرحلہ Puleozoique کہلاتا ہے جس میں پانی والے حیوانات اور مچھلیاں' پھر خشکی کے حیوانات جو پھیپھڑوں سے سانس لیتے تھے' پھر درخت اور گھاس وغیرہ وجود میں آئی۔

چوتھا مرحلہ Mesozoique کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے میں پرندے اور دودھ پلانے والے جانور (پستاندار) وجود میں آئے۔

پانچویں مرحلہ کو Cenozoique کہتے ہیں کہ جس میں پہلے دور کے حیوانات نابود ہو گئے اور پستانداروں نے ترقی کرنا شروع کر دی۔

چھٹے مرحلے کا نام Recent ہے۔ یہ دور انسان کی تخلیق ہے۔ انسانی سر اور مغز کی قوت فکر کے تغیر و تبدل اور ارتقاء کا دور ہے۔ سورہ فصلت میں ارشاد ہوتا ہے :

وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰارَکَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَامهَا فِیْ اَرْبَعَة اَیَّام سَوَآءٍ لِلسَّآئِلِیْنَ

اور زمین کے اوپر پہاڑ قرار دیئے اور اس میں برکت عطا کی اور چار دنوں میں ترتیب قوا (غذائی مواد) کا بندوبست کیا۔ جو تمام طلبگاروں کے لئے برابر ہے۔ (۲۸)

شاید ان چار دنوں سے مراد (جس میں اہل زمین کے لئے قوا کی ترتیب اور ارزاق دیا گیا) یہی مرحلہ نمبر ۳' ۴' ۵ اور ۷ ہی ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

حواشی

(۱) سورہ ص' آیت ۔ ۲۹ (۲) سورہ ھود' آیت ۔۱ (۳) سورہ سبا' آیت ۔ ۳

(۴) سورہ اعراف' آیت ۔ ۵۲ (۵) سورہ فرقان' آیت ۔ ٦ (٦) سورہ حجر' آیت ۔ ۹

(۷) سورہ الانعام' آیت ۔ ۵۹ (۸) یہ تفسیر ۱۳۵٦ ھجری میں قاھرہ سے چھپی ہے۔

(۹) امام غزالی' المنقذ من الضلال (۱۰) سورہ علق' آیت ۔ ۴' ۵

(۱۱) اس مقالے کے علمی مطالب اسٹیفن ھاکنگ کی کتاب "مختصر تاریخ زمان" سے ماخوذ ہیں۔

(A Brief hidtory of time stepheh hawking)

وہ حال حاضر میں دنیا کا سب سے بڑا فزکس کا (دانشمند) سائنسدان ہے آجکل انگلستان کی کیمرج یونیورسٹی میں اس شعبہ کا سربراہ ہے یہ شعبہ کسی زمانے میں مشہور سائنسدان نیوٹن کے پاس تھا۔

(۱۲) سورہ یٰسین' آیت ۔ ۳٦ (۱۳) سورہ ذاریات' آیت ۔ ۴۹ (۱۴) سورہ حجر' آیت ۔ ۲۲

(۱۵) سورہ الرعد' آیت ۔ ۳ (۱٦) سورہ یٰسین' آیت ۔ ۳٦ (۱۷) سورہ الرعد' آیت ۔ ۳

(۱۸) سورہ النحل' آیت ۔ ۴۰ (۱۹) سورہ بقرہ' آیت ۔ ۱۱۷ (۲۰) سورہ الانعام' آیت ۔ ۷۳

(۲۱) سورہ ذرایات' آیت ۔ ۴۹ (۲۲) سورہ السجدۃ' آیت ۔ ۱۱ (۲۳) سورہ انبیاء' آیت ۔ ۳۰

(۲۴) سورہ سجدہ' آیت ۔ ۴' سورہ فرقان' آیت ۔ ۵۹' سورہ طلاق' آیت ۔ ۱۲ سورہ ملک' آیت ۔ ۳' سورہ حدید' آیت ۔ ۴' سورہ یونس' آیت ۔ ۳' سورہ ہود' آیت ۔ ۷' سورہ اعراف' آیت ۔ ۵۴

(۲۵) سورہ حج' آیت ۔ ۴۷ (۲٦) سورہ فصلت' آیت ۔ ۱۲ (۲۷) سورہ فصلت' آیت ۔ ۹

(۲۸) سورہ فصلت' آیت ۔ ۱۰

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

"اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو سیدھے رہنے کی ہدایت کے بعد منحرف نہ کر دے اور اپنی بارگاہ سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔"